جواب: عبداللہ بن عمرؓ صحابی جلیل کے بارے میں جن اوصاف کی نشاندہی کی گئی ہے فی الواقع وہ انہی سے متصف تھے اور حدیث توفیر اللحیة کے راوی ہوکر اس کی مخالفت کرنا عجیب سا معلوم ہوتا ہے، سو ان کے اس فعل سے صاف نظر آتا ہے کہ اُنہوں نے ضرور نبی ﷺ سے سند لی ہے، ورنہ ڈاڑھیاں بڑھانے کی حدیث کے راوی ہوکر ایک ناجائز امر کا ارتکاب نہ کرتے۔ اس لئے اگر کوئی شخص مٹھی سے زائد ڈاڑھی کٹا لے تو جواز ہے، ہاں البتہ افضل یہی ہے کہ مٹھی سے زائد بھی نہ کٹائی جائے کیونکہ خیر القرون میں اس کی مثال کم ہی نظر آتی ہے نیز عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ صرف حج وعمرہ کے موقع پر کٹاتے تھے، یہ بھی درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ حج اور عمرہ کے علاوہ ڈاڑھی کو چھیڑنا ناجائز ہوتا تو حج وعمرہ میں ناجائز فعل کا ارتکاب کس طرح جائز ہوگیا۔ احرام سے فراغت کے لئے وہی کام کیا جاتا ہے جو غیر احرام میں جائز ہو، بالخصوص مُوَطَّأ امام مالک میں اس امر کی تصریح بھی موجود ہے کہ ابن عمرؓ جب حج کا ارادہ کرتے تو ڈاڑھی چھوڑ دیتے، چنانچہ اصل الفاظ یوں ہیں:

أن عبداللہ بن عمر کان إذا أفطر من رمضان وھو یرید الحج لم یأخذ من رأسه ولا من لحیته شیئًا حتی یحُجَّ (۳۵۰/۲ مع زرقانی)

اسی طرح ابوہریرہؓ سے بھی ڈاڑھی کٹانا ثابت ہے اور حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے ساتھ یہی فعل کیا تھا کہ اس کی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹ دی۔

لیکن یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ چند افراد کے عمل سے یہ لازم نہیں آتا کہ ساری اُمت اسی بات کی قائل تھی جس طرح کہ علامہ البانیؒ کی کلام سے مترشح ہے۔ پھر اسلامی تاریخ کے بہترین ادوار میں اگر یہ فہم متفقہ ہوتا تو چند افراد کی تصریح کی چنداں ضرورت نہ تھی، ظاہر ہے کہ سلف صالحین میں دیگر لوگ توفیر لحیة کے قائل تھے، اس بنا پر جو نتیجہ علامہ البانیؒ نے اخذ کیا ہے، یہ محل نظر ہے اور اگر اس امر کی تفصیل مطلوب ہو تو فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج۱۰/ ص۳۵۰ کی طرف رجوع فرمائیں۔

سجدہ میں پہلے ہاتھ رکھے جائیں یا گھٹنے؟

سوال: صحیح ابوداود از علامہ البانیؒ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ میں جاتے

www.KitaboSunnat.com

وقت اونٹ کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھو۔ یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، جبکہ وائل بن حجرؓ کی حدیث جو ابوداود، نسائی اور ترمذی وغیرہ میں موجود ہے، اس میں ارشاد یہ ہے کہ ''وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ سجدہ کرتے تو دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب سجدہ کے بعد اُٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔''

علماء اہلحدیث دونوں احادیث کو صحیح کہتے ہیں مگر ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت اسناد کے لحاظ سے زیادہ قوی اور عمدہ ہے لہٰذا اسی کو ترجیح ہے۔ اختلاف کی بات یہ ہے کہ رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کے آخری عمل سے ثابت ہے جس کا ثبوت وائل بن حجرؓ کی صحیح حدیث ہے۔ وائل بن حجرؓ ۹ ہجری کے موسم سرما میں مسلمان ہوئے، جب آپؓ ۱۰ ہجری میں دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے رسول اللہ ﷺ کو رفع الیدین کرتے دیکھا لہٰذا رفع الیدین کی ناسخ وہی روایت ہوسکتی ہے جو وائل بن حجرؓ کے دور کے بعد کی ہو اور ایسا ممکن نہیں۔ اسی بات کو اگر اس طرح کہا جائے کہ سجدہ کو جاتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنا، وائل بن حجرؓ کی حدیث کی وجہ سے رسولِ کریم ﷺ کا آخری عمل ہونا ثابت ہوگیا لہٰذا ترجیح آخری عمل کو ہے اور پچھلا حکم منسوخ ہوگیا اور اس عمل کی ناسخ حدیث اس دور کے بعد کی ہونی چاہئے جو کہ ممکن نہیں۔ کیا اہلحدیث اس کے یکسر خلاف عمل نہیں کرتے؟

جواب: مذکورہ مسئلہ میں صحیح موقف یہ ہے کہ وائل بن حجر کی روایت ضعیف ہے جس کو ابوداود، نسائی اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند شریک بن عبداللہ قاضی کی وجہ سے ضعیف ہے، ہمامؒ نے بھی ان کی متابعت کی ہے مگر اُنہوں نے اس حدیث کو موصول کی بجائے مرسل روایت کیا ہے۔ حازمی نے مرسل ہی کو محفوظ کہا ہے، ہمام سے اس حدیث کی ایک دوسری سند بھی ہے مگر وہ منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۳۲۹/۲، ۳۳۰ اور إرواء الغليل: ۷۵/۲، ۳۵

اس حدیث کی ایک تیسری سند سنن کبریٰ بیہقی (۹۹/۲) میں ہے اور وہ بھی سخت ضعیف

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس میں درج ذیل علتیں ہیں: راوی محمد بن حجر کے بارے میں امام بخاری نے کہا:

فيه نظر (تاریخ کبیر:۱/۶۹) ''اس میں کلام ہے۔''

راوی سعید بن عبدالجبار کو ابن حجرؒ نے تقریب میں ضعیف کہا ہے۔ اُمّ عبدالجبار کے بارے میں تهذيب التهذيب میں عبدالجبار بن وائل کے ترجمہ میں ہے کہ اس نے اپنے والدین سے سنا نہیں، اگر یہ بات صحیح ہے کہ اس نے اپنے باپ کی طرح اپنی والدہ سے بھی نہیں سنا تو اس سند میں چوتھی علت انقطاع ہے تو مشار الیہ سند اصل میں یوں ہے:

محمد بن حجر ثنا سعيد بن عبدالجبار عن عبدالجبار بن وائل عن أمه عن وائل بن حجر

اور جہاں تک ابو ہریرہؓ کی روایت کا تعلق ہے، وہ صحیح ہے۔ اس کو ابوداود، نسائی، احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ علامہ مبارکپوریؒ نے کہا:

''یہ حدیث صحیح یا حسن لذاتہ ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔'' (تحفة الاحوذی:۱/۲۲۹)

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ راجح اور قوی مسلک یہی ہے کہ سجدے میں جاتے وقت آدمی گھٹنوں کی بجائے پہلے اپنے ہاتھ زمین پر ٹکائے، اس مختصر بحث سے وہ تمام توجیہات جو صورتِ سوال میں ذکر کی گئی ہیں، کالعدم ہوجاتی ہیں۔ جملہ تفصیل کے لئے تحفة الاحوذی اور إرواء الغليل ملاحظہ ہو۔☆

سجدہ کے بعد اُٹھتے ہوئے ٹیک لگانے کی کیفیت

سوال: نئی رکعت کے لئے اُٹھتے وقت ہاتھوں کو ٹیک لگانے کی کیفیت کون سی ہے، آیا ہتھیلیوں کے ذریعے ٹیک لگائیں یا مٹھیاں بند کرکے؟ اور اگر دونوں کیفیات صحیح احادیث سے ثابت ہیں تو ترجیح کس موقف کو دی جائے اور کن دلائل کی بنا پر دی جائے؟

جواب: اُٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکتے ہوئے مٹھیاں بند رکھنی چاہئیں، جیسا کہ حدیثِ ابن عمرؓ میں رسولِ اکرم ﷺ کا فعل مروی ہے۔ اس کو حربی نے غریب الحدیث میں روایت کیا ہے اور علامہ البانیؒ نے سلسلہ ضعیفہ (۲/۳۹۲) میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

☆ اس سلسلے میں تفصیلی مضمون کیلئے دیکھئے: نماز میں سجدے میں جانے کی کیفیت از مولانا منیر قمر سیالکوٹی شائع شدہ ماہنامہ 'محدث' لاہور: ج ۳۱/عدد ۲ بابت فروری ۱۹۹۹ء ......صفحہ ۸ تا ۲۳ سیریل نمبر ۲۲۳

www.KitaboSunnat.com